بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظرات

۲۸ رفروری کو ڈھاکہ میں "کل پاکستان ہسٹری کانفرنس" کے موقع پر جو ناگوار واقعہ پیش آیا وہ حد درجہ افسوسناک اور لائقِ شرم ہے اور ہر سمجھدار انسان کو یہ سوچنے پر مجبور کر دیتا ہے کہ اگر لیل و نہار یہی رہے اور جمہوریت کے لفظ کا غلط استعمال اسی طرح ہوتا رہا تو آخر پورے ملک اور قوم کے حق میں اس کا انجام کیا ہوگا۔

واقعہ یہ ہے کہ کل پاکستان ہسٹری کانفرنس کا تیسرا اجلاس ۲۷، ۲۸ رفروری اور یکم مارچ کو ہونا قرار پایا تھا۔ اس قرارداد کے مطابق ۲۷ رکو کانفرنس کا پہلا جلسہ بڑے تزک و احتشام اور شان و شوکت کے ساتھ شروع ہوا۔ گورنر نے افتتاح کیا کانفرنس میں مقامی وزراء عمالِ حکومت اور یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز اور ہندو پاکستان اور بعض دوسرے ملکوں کے مندوبین کے علاوہ پاکستان کے مرکزی کابینہ کے چند وزراء بھی شریک تھے۔ جو محض اس اجلاس میں شرکت کی غرض سے کراچی سے ڈھاکہ ایک ہزار میل کا سفر کر کے آئے تھے۔ کانفرنس کے پہلے اجلاس کے صدر مولانا سید سلیمان ندوی تھے جناب صدر نے اپنے فاضلانہ خطبہ میں ہندو پاکستان میں اسلامی ثقافت و تمدن کے آثار و نشانات پر گفتگو کے بعد بنگالی زبان کے تدریجی ارتقاء پر روشنی ڈالی اور اس سلسلہ میں زبان کے رسم الخط سے متعلق اپنا خیال ظاہر کرتے ہوئے فرمایا

"میرے خیال میں بنگالی مسلمانوں کو سارے ملک کے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک ملت بننے کے لئے ضروری ہے کہ سارے پاکستان کا ایک ہی خط ہو اور وہ عربی رسم الخط نسخ ہے جس میں پشتو، سندھی اور پنجابی لکھی جاتی ہے اس کا اثر یہ ہے کہ ان صوبائی زبانوں کے نہ جاننے والے عربی رسم الخط اور مشترک عربی و فارسی الفاظ کی بنا پر عبارت کا ماحصل مطلب بآسانی سمجھ لیتے ہیں۔ اگر بنگال کے مسلمان بنگالی کا خط بدل لیں تو وہ سارے پاکستان کو ایک بنا سکتے ہیں اور قرآن کے لئے عربی رسم الخط اور زبان کے لئے بنگالی رسم خط سیکھنے میں بچے دوہری محنت سے بچ جائیں گے۔"

سولہ صفحے کے خطبۂ صدارت میں رسم خط سے متعلق مشورہ کے صرف یہی دو چار جملے تھے اور